سوال

(190) کیا وجہ ہے جو اہل حدیث علماء کرام حدیث شریف مندرجہ زیل پر عمل پیرا نظر نہیں آتے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا وجہ ہے جو اہل حدیث علماء کرام حدیث شریف مندرجہ زیل پر عمل پیرا نظر نہیں آتے۔

عن عمار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوۃ الرجل وقصر خطبتہ مَئنۃ من فقھہ فاطیلوا الا صلوۃ واقصروا الخطبۃ وان من البیان لسحرا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ نماز لمبی اور خطبہ چھوٹا پڑھنا فاعل کی عقل کی دلیل ہے۔ اور بعض بیان مثل جادو کے موثر ہوتے ہیں۔ آہ ایسا غافل ہوگئے کہ ہمیشہ حضور ﷺ کے فرمان واجب الاذعان کو ہم لوگ پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اور پرواہ تک نہیں کرتے۔ کوئی مولوی صاحب تو گھنٹہ بھر خطبہ اور دس منٹ نماز اور کوئی مولنا ڈیڑھ بلکہ دو گھنٹہ خطبہ اور پندرہ منٹ میں نماز غرض کہ جس کو دیکھا وہ مذکورہ بالا حدیث کے خلاف کر رہا ہے۔ خدا ہم کو توفیق نیک عطا کرے۔ (الراقم العاجز محمد بن ولی جونا گڑھی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اہل حدیث

اس حدیث کی تشریح میں اختلاف ہے۔ بعض علماء طول اور قصران دونوں (نماز اور خطبہ) میں باہمی نسبت سمجھتے ہیں۔ یعنی خطبہ کی نسبت سے نماز لمبی ہو۔ ان معنی سے تو خطبہ نماز سے چھوٹا ہونا چاہیے۔ نماز اگر پندرہ منٹ میں ختم ہو تو خطبہ دس بارہ منٹ میں ہو۔ غالباً اسی تشریح کے مطابق آپ کا سوال ہے۔ دوسری تشریح یہ ہے کہ خطبہ فی نفسہ چھوٹا ہو۔ اور نماز فی نفسہ لمبی ہو۔ ان دونوں میں نسبت مراد نہیں۔ مثلاً آجکل اپنے طویل لیکچر کے لئے دو گھنٹے ہوتے ہیں۔ تو خطبہ بھی چونکہ ایک لیکچر ہے۔ وہ اتنا لمبا نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ دو گھنٹے سے کم وقت میں ختم کرنا عقل مندی ہے۔ تاکہ حاضرین سونہ جائیں جیسا کہ لمبے خطبوں میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ (اہلحدیث 19 زی الحجہ 1341 ہجری)

تعاقب بر فتویٰ بندقہ

اخبار اہل حدیث جلد نمبر 17 نمبر 30 میں ایک فتویٰ مولانا ابو الوفا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دربارہ حلت شکار بندوق کے چھپا ہے۔ جبکہ بندوق بسم اللہ کہہ کر چلائی جائے۔ اور شکار بندقہ رصاصیہ یا چھرہ یا گولی سے گر کر مر جائے۔ اور ذبح کرنے کا موقع نہ ملے۔ مولانا موصوف نے لکھا ہے۔ کہ بندوق کا وجود پہلے نہ تھا۔ متاخرین علماء نے اسے تیر کے حکم میں داخل

کیا ہے ۔ لہذا جو تیر کے شکار کا حکم ہے یعنی حلت وہی اس کا حکم بھی ہے ۔ علت جامعہ دونوں میں خرق (پھاڑ) کا پایا جاتا ہے ۔ اور صدم کا نہ ہونا (یہ ہے خلاصہ استدلال)

اقول

بندقہ رصاصیہ یا چھرہ یا گولی ۔ ان میں تو نہ دھار ہے نہ نوک پھر ان سے بجز صدم پائے جانے کے خرق اصلی کسی طرح نہیں پایا جا سکتا ۔ البتہ وہ خرق جو صدم کی شدت سے حاصل ہوتا ہے ۔ وہ البتہ پایا جاتا ہے ۔ کہ چھرہ یا گولی شدت صدم سے شکار میں یا دیواریں میں یا انسان کے جسم میں گھس جاتی ہے ۔ پس یہ خرق بلاشبہ عارضی ہوا جب تک ادا ھر دار یا نوکدار چیز نہ ہو ۔ خرق کا پایا جانا مفقود ہے ۔ اور جو خرق شدت صدم سے پایا جاتا ہے ۔ وہ عارضی ہے قابل اعتبار نہیں ۔ بلکہ وہاں صدم ہی معتبر ہے ۔ اور صدم سے مرا ہوا جانور حرام ہے ۔ تم تجربہ کر کے دیکھ لو جب شدت صدم ہوگا تو اس کے ساتھ خرق ضرور ہوگا ۔ اصل اس مسئلے میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے غلط فہمی عارض ہوتی ہے ۔ تفسیر فتح البیان جلد نمبر 3 ص 10 میں ہے ۔ اس کا خلاصہ وہی ہے جو پہلا گزرا ہاں اُس عبارت یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب نواب معلی القاب مولانا صدیق حسن صاحب بھی اس مسئلے میں امام شوکانی ۔ کے موافق ہیں ۔ اور وہ ریشہ یعنی پر کی مثال دے کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ بہ نسبت تلوار ۔ یا نیزہ ۔ یا تیر ۔ کے گولی چھرہ یا بندقہ میں خرق بہت زیادہ پایا جاتا ہے ۔ جو تجربہ پر موقوف ہے ۔ غالبا بعد تجربہ کے لکھا ہوگا ۔ لیکن ہماری سمجھ میں اب تک یہ نہیں آیا کہ وہ پتھر سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال بتاتے ہیں ۔ بشرط یہ کہ پتھر مارنے سے شکار میں خرق پایا جاوے ۔ واما اذا خرقت حل لیکن پتھر جب خرق پیدا کرے ۔ تو شکار حلال ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرح پتھر مارنے میں صدم پایا جاتا ہے ۔ اور مٹی کے غلہ میں صدم پایا جاتا ہے ۔ اور غلہ کے شکار کی حرمت عدی بن حاتم کی روایت میں موجود ہے ۔

ولا تاکل من البندق الا ما ذکیت

(غلہ کا شکار نہ کھاؤ ۔ جب تک ذبح نہ کر لو ۔ اس طرح بندوق کے چھرے یا گولی میں بھی صدم ہی پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ دھار دار یا نوکدار نہیں ۔ محدود ہے پس خرق کا وجود تبع صدم شدید ہوا نہ بالاصالۃ

نوٹ

اس مسئلہ میں ایک بڑی بسوط تحریر ''القول المحمود'' ہے جو مصر میں طبع ہوئی ۔ ایک علامہ ہندوستانی ساکن ریاست ٹونک کی ہے ۔ دوسری تحریر علامہ بیرم کی ہے ۔ جو وہ بھی مصر ہی میں طبع ہوئی ہے ۔ مولانا سید عرفان صاحب مرحوم ٹونکی نے ان دونوں کا بسوط جواب لکھا تھا ۔ مگر وہ طبع نہ ہو سکا (1) ۔ خود مولانا عرفان صاحب حلت کے قائل تھے ۔ مگر اب تک اس امر کی تشفی نہیں ہوئی ۔ جسے اس کمترین نے پیش کیا ہے ۔ خرق کے معنی اہل لغت نے قتل سجدہ لکھا ہے ۔ (مجمع البحار) اور بندقہ یا چھرہ یا گولی میں حد نہیں نہ نوک ہی ہے ۔ (عبد السلام مبارک پوری عفی عنہ)

اڈیٹر

آپ کے اس تعاقب سے معلوم ہوا کہ حلت شکار بندوق کا فتویٰ ہی نہیں ۔ بلکہ نواب صاحب بھوپال اور قاضی شوکانی سید عرفان وغیرہ مرحومین بھی قائل تھے ۔ آہ ۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم جنید و شبلی و عطار شد مست

علاوہ دلائل نقلیہ کے یہ بات بھی قابل غور ہے ۔ کہ اگر شکار بندوق حرام قرار دیا جائے تو آجکل شکار کی رسم ہی بند ہو جائے کیونکہ تیروں کا رواج ہی نہیں ۔ فافہم (28 شوال 38 ہجری)

----

1 ۔ حضرت مولانا سید عرفان کا یہ علمی قطعی رسالہ بزرگوار حاجی احمد خاں مرحوم نمبر دار موضع رسپوا کے کتب خانہ میں تھا۔ مجھے خود اس کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ افسوس کے حاجی صاحب مرحوم کے بعد یہ قیمتی خزانہ کرم خوردہ ہو کر ضائع ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (محمد داؤد راز)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد 2 ص 146

محدث فتویٰ